© rasailojaraid.com

پانی کا مسئلہ اور پاک بھارت بے فکری

افتخار گیلانی

پاکستان اور بھارت کے مابین جامع مذاکرات تعطل کا شکار ہیں، مگر پانی کے مسائل پر گذشتہ دنوں 'سندھ طاس مشترکہ کمیشن' کا نئی دہلی میں اجلاس ہوا۔ اس اجلاس سے چند روز قبل بھارت کے وزیر ٹرانسپورٹ نیتن گڈکری نے ہریانہ کے کسانوں کو پانی کی فراہمی کی یقین دہانی کراتے ہوئے کہا: ''اترا کھنڈ اور ہماچل پردیش میں جلد از جلد زیادہ سے زیادہ ڈیم بنا کر راوی، بیاس اور ستلج دریاؤں کے پانی کو بھارت میں ہی زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے گا''۔

دو سال قبل بھارت نے اوڑی کے فوجی کیمپ پر حملے کے بعد پاکستان کی طرف جانے والے دریائی پانی کی تقسیم کے معاملے پر خاصا جارحانہ رویہ اختیار کیا تھا۔ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا: ''پانی اور خون ساتھ ساتھ نہیں بہہ سکتے''۔ ۱۹۶۰ء میں طے شدہ 'سندھ طاس آبی معاہدہ' ماضی میں کئی جنگوں اور انتہائی کشیدگی کے باوجود سانس لے رہا ہے، اس کی ازسرِنو تشریح کے لیے ایک اعلیٰ سطحی ٹاسک فورس تشکیل دی گئی۔ اس معاہدے کی رُو سے بھارتی پنجاب سے بہہ کر پاکستان جانے والے دریاؤں: بیاس، راوی اور ستلج پر بھارت کا حق تسلیم کیا گیا، اور کشمیر سے بہنے والے دریا، یعنی سندھ، جہلم اور چناب پاکستان کی ضروریات کے لیے وقف کردیے گئے تھے۔ ایسے منصوبے جن سے ان دریاؤں کی روانی میں خلل نہ پڑے، اس کی اجازت معاہدے میں شامل ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پچھلے کئی برسوں سے بھارت کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے پاکستان کے لیے پانی ایک اہم ایشو کی صورت اختیار کرگیا ہے۔

۱۹۵۰ء سے قبل پانی کے حصول کے حوالے سے پاکستان خاصی بہتر حالت میں تھا۔ اعداد و شمار کے مطابق فی کس ۵۲۶۰ کیوبک میٹر پانی پاکستان میں دستیاب تھا، جو ۲۰۱۳ء میں گھٹ کر فی کس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۹۶۴ کیوبک میٹر تک رہ گیا۔ یعنی صرف ۶۶ برسوں کے اندر اندر ہی پانی کی دولت سے مالا مال یہ ملک شدید آبی قلت کے زمرے میں آ گیا۔ اس کی وجوہ آبادی میں اضافہ، غیر حکیمانہ منصوبہ بندی، پانی کے وسائل کا بے دریغ استعمال، قلیل سرمایہ کاری، موجودہ ذخیروں تربیلا، منگلا اور چشمہ کی بروقت صفائی میں کوتاہی اور اندازے سے بڑھ کر سلٹنگ، کے علاوہ ریاست جموں و کشمیر میں پانی کے مرکزی مآخذ پر ماحولیاتی تبدیلی بھی شامل ہے۔ وادیِ کشمیر کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس سال برف کی صرف ایک ہلکی سی تہہ جمی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ موسمِ سرما میں معمول کی سطح سے نہایت ہی کم برف باری کا ہونا خطرے کی گھنٹی ہے، جسے کشمیر کے نشیبی علاقوں بشمول پاکستان کے کسانوں کے لیے فکرمندی کا باعث ہونا چاہیے۔ کشمیر کے ندی نالوں میں اس سال پانی کی سطح بہت ہی کم ہو چکی ہے۔ بھارتی زیر انتظام جموں و کشمیر کے محکمہ آب پاشی نے حال ہی میں ایک باضابطہ ایڈوائزری جاری کر کے شمالی کشمیر کے کسانوں کو خبردار کیا ہے کہ ''اس سال دھان کی کاشت کے لیے محکمہ پانی فراہم کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوگا''۔ اس لیے کسان ''دھان کی جگہ کوئی اور متبادل فصل اُگائیں''۔ یقینی بات ہے کہ سندھ طاس کمیشن کی میٹنگ میں یہ ایڈوائزری پاکستان کو بھی دی گئی ہوگی۔ محکمہ آب پاشی کے چیف انجینیر شاہ نواز احمد کے بقول: ''دریاے جہلم میں پانی کی سطح ریکارڈ لیول تک گر چکی ہے۔ سری نگر کے پاس سنگم کے مقام پر جہاں دریا کی سطح اس وقت چھے فٹ ہونی چاہیے تھی، محض ۱۴ء فٹ ہے۔ ضلع کپواڑہ کے ندی نالوں میں ۱۰ فی صد پانی کی کمی واقع ہو چکی ہے''۔

وادیِ کشمیر میں آنے والے مہینوں میں خشک سالی کا پاکستان کے کسانوں پر اثرانداز ہونا لازمی ہے۔ ویسے بھی پاکستان کی طرف بہنے والے دریاؤں کے مراکز، یعنی جموں و کشمیر میں موجود پانی کے ذخائر پچھلے ۶۰ برسوں میں خطرناک حد تک سکڑ چکے ہیں۔ سری نگر کے نواح میں بڑی نمبل، میر گنڈ، شالہ بوگ، ہوکرسر اور شمالی کشمیر میں حئی گام کے پانی کے ذخائر تو خشک ہو چکے ہیں۔ ان کے بیش تر حصوں پر تجاوزات قائم ہیں۔ سوپور میں تحصیل کے پاس مسلم پیر بوگ، جو شہر کے اندر پانی کی ایک جھیل تھی، اس پر اب ایک پُررونق شاپنگ مال کھڑا ہے۔ کشمیر میں کوئی ایسا ندی نالہ نہیں ہے، جس میں پچھلے ۷۰ برسوں میں پانی کی مقدار کم نہ ہوئی ہو۔ چند سال قبل ایکشن ایڈ کے ایک سروے میں بتایا گیا کہ: ''اکثر جگہ پانی کی سطح ایک تہائی رہ گئی ہے اور چند میں تو نصف ریکارڈ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی گئی۔ ان ندی، نالوں کا پانی ہی جہلم، سندھ اور چناب کو بہاؤ فراہم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں سلسلہ کوہِ ہمالیہ میں گلیشیروں کے پگھلنے کی رفتار بھی دُنیا کے دیگر علاقوں کی نسبت زیادہ ہے۔ سرحدی علاقوں میں ان کی موجودگی اور جنگی فضا کے باعث ان پر سرکاری رازداری کے قانون کا اطلاق ہوتا ہے، جس سے ان پر تحقیق محدود ہو جاتی ہے۔ چین کے علاقے تبت، نیپال، بھارت کی شمال مشرقی ریاستوں اور اترا کھنڈ، نیز جموں و کشمیر وغیرہ، جو ہمالیائی خطے میں آتے ہیں، جہاں ایک اندازے کے مطابق ۱۵ ہزار گلیشیرز ہیں، جو دُنیا کے عظیم دریائی سلسلوں، میکانگ، برہم پترا، گنگا اور سندھ کو پانی فراہم کرتے ہیں۔ ان میں سے ۳۱۳۶ گلیشیر کشمیر کے کوہساروں کی پناہ میں ہیں۔ بھارت میں دریاے گنگا اور اس کے گلیشیرز کو بچانے کے لیے بھارت کی مرکزی اور ریاستی حکومتیں خاصی پُرعزم ہیں۔

دوسری طرف دیکھا گیا ہے کہ: 'سندھ طاس' گلیشیرز کی حفاظت کو نظر انداز کیا جاتا ہے، بلکہ مذہبی یاتراؤں کے نام پر ایک طرح سے ان کی پامالی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اقتدار میں آنے کے فوراً بعد بھارتی وزیراعظم نریندر مودی حکومت نے نہ صرف گنگا کو بچانے اور اس کی دیکھ بھال کے لیے ایک علیحدہ وزارت بھی قائم کی، بلکہ اس کام کے لیے ایک کھرب ۲۰ ارب روپے مختص کیے۔ ۲۰۰۸ء میں اترا کھنڈ میں بی جے پی حکومت نے دریاے گنگا کے منبع پر ہندوؤں کے مقدس استھان گومکھ گلیشیر کو بچانے کے لیے وہاں جانے پر سخت پابندیاں عائد کردیں، جس کی رُو سے اب ہر روز صرف ۲۵۰ یاتری اور سیاح گومکھ کا درشن کرپاتے ہیں۔ اس کے برعکس ہر سال روزانہ تقریباً ۲۰ ہزار یاتری کشمیر میں سندھ طاس ندیوں کے منبع کولاہی اور تھجواس گلیشیر کو روندتے ہیں۔

۵۰ سال قبل چناب کے طاس کا تقریباً ۸ ہزار مربع کلومیٹر کا علاقہ برف سے ڈھکا رہتا تھا، وہ آج گھٹ کر صرف ۴ ہزار مربع کلومیٹر رہ گیا ہے۔ پیر پنجال پہاڑی سلسلے میں تو شاید ہی کوئی گلیشیر باقی بچا ہے۔ اسی طرح اب بی جے پی حکومت ایک اور روایت قائم کر کے پیر پنجال کے پہاڑوں میں واقع 'کوثر ناگ' کی یاترا کی بھی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ پھر ایک گروہ تو آزاد کشمیر میں واقع شاردا کو بھی اس یاترا سرکٹ میں شامل کرنے پر اصرار کر رہا ہے۔ پہاڑوں میں واقع صاف شفاف اور آلودگی سے پاک 'کوثر ناگ' پانی کا چشمہ جنوبی کشمیر میں اہربل کی مشہور آبشار، دریاے ویشو اور ٹونگری کو پانی فراہم کرتا ہے۔ بعض عاقبت نااندیش کشمیری پنڈتوں کو آلۂ کار بنا کر ہندوفرقہ پرست قوموں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیز حکومت نے 'امرناتھ یاترا' کی طرح 'کوثر ناگ' یاترا چلانے کا اعلان کر ڈالا ہے۔ ۲۰۰۵ء میں مشہور ماہر ماحولیات پروفیسر ایم این کول کی قیادت میں چوٹی کے ماہرین ماحولیات نے ایک رپورٹ میں کہا تھا کہ: ''اگر امرناتھ کے مقدس گپھا تک سونہ مرگ کے پاس بل تل کے راستے ہزاروں یاتریوں کی آمدورفت کا سلسلہ اس طرح جاری رہا تو ماحولیات اور گلیشیر کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا''۔ لیکن اس مشورے پر کان دھرنے کے بجاے دہلی حکومت آج زیادہ سے زیادہ یاتریوں کو بال تل کے راستے ہی سے امرناتھ بھیج رہی ہے۔ نتیش سین گپتا کمیٹی نے ۱۹۹۶ء میں اپنی سفارشات میں یہ بھی کہا تھا کہ امرناتھ کو ایک ماہ اور زائرین کی تعداد ایک لاکھ تک محدود کی جائے''۔ لیکن حکومت نے پہلے تو یاترا کی مدت ایک ماہ سے بڑھا کر تین ماہ کر دی اور اس کے بعد یاتریوں کی تعداد کو محدود کرنے سے انکار کر دیا۔ آیندہ برسوں میں اندازہ ہے کہ یہ تعداد ۱۰ لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔ یہ یاترا، اب ایک مذہبی سبھا کے بجاے 'ہندوتوا' غلبے کا پرچم اُٹھائے کشمیر میں وارد ہوتی ہے۔ کولہائی گلیشیر ۱۱ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ گذشتہ تین عشروں میں یہ ڈھائی مربع کلومیٹر تک سکڑ گیا ہے اور چند عشروں کے بعد پوری طرح پگھل چکا ہوگا۔ 'امرناتھ گپھا' اسی گلیشیر کی کوکھ میں واقع ہے۔

ایک اور حیرت ناک پہلو یہ بھی ہے کہ پچھلے ۳۰ برسوں سے بھارت اور پاکستان کے درمیان ولر بیراج یا ٹولبل آبی پراجیکٹ کے حوالے سے بات چیت کے کئی دور ہوئے، مگر شاید ہی کبھی اس جھیل کی صحت اور تحفظ پر غور وخوض ہوا ہے۔ سوپور اور بانڈی پورہ کے درمیان واقع کئی برس قبل تک یہ ایشیا میں میٹھے پانی کی سب سے بڑی جھیل تھی۔ پاکستان اور میدانی علاقوں کے کسانوں کے لیے یہ ایک طرح کا واٹر بنک ہے۔ جنوبی کشمیر کے چشمہ ویری ناگ سے نکل کر سری نگر اور اس کے اطراف کو سیراب کر کے دریاے جہلم پوری طرح ولر میں جذب ہو جاتا ہے، اور سوپور کے نواح میں ایک بار پھر سے تازہ دم ہو کر بارہ مولا سے ہوتے ہوئے، اوڑی کے پاس لائن آف کنٹرول پار کرتا ہے۔ بھارتی ویٹ لینڈ ڈائریکٹری میں اس جھیل کی پیمایش ۱۸۹ مربع کلومیٹر درج ہے، 'سروے آف انڈیا' کے نقشے میں اس کا رقبہ ۵۸ء۷ مربع کلومیٹر دکھایا گیا ہے اور کشمیر کے مالی ریکارڈ میں اس کی پیمایش ۱۳۰ مربع کلومیٹر ہے۔ جس میں ۶۰ مربع کلومیٹر پر اب نرسریاں یا زرعی زمین ہے۔ ایک سابق مرکزی وزیر سیف الدین سوز کے بقول: ''اس کا رقبہ اب صرف ۲۴ مربع کلومیٹر تک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محیط ہے''۔ سیٹلائٹ تصاویر دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ یہ جھیل بڑی حد تک سکڑ گئی ہے۔ پانی اور ماحولیاتی بربادی کی اس تصویر سے بھی زیادہ خوف ناک اور تشویش کن صورت پیدا ہوسکتی ہے، مگر اور بھی زیادہ حیرت ناک صورت حال یہ ہے کہ دونوں ملکوں نے ابھی تک قدرتی وسائل کی حفاظت کی سمت میں بات چیت کو بھی قابلِ اعتنا نہیں سمجھا ہے۔ چار سال قبل کشمیر میں آئے سیلاب نے جگانے کے لیے خطرے کی گھنٹی بجائی تھی، اور اس کے بعد گہری نیند کا سماں ہے۔

کہاوت ہے کہ پہاڑ کی جوانی اور ندیوں کی روانی وہاں کے مکینوں کے کام نہیں آتی، بلکہ اس کا فائدہ میدانوں میں رہنے والے کسانوں اور کارخانوں کو ملتا ہے، اور انھی کی بدولت شہر اور بستیاں روشن ہوتی ہیں۔ اس لیے پہاڑوں میں رہنے والے وسائل کے محافظوں کو ترقی میں حصہ دلانا لازمی ہے۔ دونوں ممالک کی یہ ذمہ داری ہے کہ 'سندھ طاس معاہدے' سے آگے بڑھ کر ماحولیاتی تبدیلی اور قدرتی وسائل کی حفاظت کی خاطر باہم مل کر کوئی مشترکہ لائحہ عمل وضع کریں۔ کشمیر کے بعد اس ماحولیاتی تبدیلی کا سب سے زیادہ اثر پاکستانی زراعت اور پن بجلی کے منصوبوں پر پڑنے والا ہے۔ اس خطے میں ماحولیاتی تباہی کئی نسلوں کو متاثر کرے گی اور کسی دوسرے خطرے کے مقابلے میں انسانی جانوں کا کہیں زیادہ ضیاع ہوگا۔ اس لیے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اتنے اہم معاملے پر بھارت اور پاکستان کے سفارتی حلقوں میں خاطرخواہ دل چسپی کیوں نہیں لی جارہی؟ دونوں ممالک کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ 'سندھ طاس آبی معاہدے' سے آگے بڑھ کر کوئی پایے دار نظامِ کار وضع کریں، تاکہ کنٹرول لائن کے دونوں طرف رہنے والوں کو سیلاب اور خشک سالی جیسی آفات سے بچایا جاسکے، جب کہ اس وقت ماحولیاتی تبدیلی اور قدرتی وسائل کی حفاظت جیسے اُمور بین الاقوامی سفارتی گفت وشنید کا لازمی جز بن چکے ہیں۔

ترجمان القرآن رجسٹرڈ شمارے کی فراہمی اور اضافی اخراجات

ملک میں ڈاک کے ناقص انتظام کی وجہ سے جن احباب کو ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن نہ ملنے کی شکایت ہے وہ زرسالانہ -/400 روپے کے علاوہ -/300 روپے اضافی سالانہ کے حساب سے ادا کر کے رجسٹرڈ ڈاک کی سہولت سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

سالانہ خریداری رجسٹرڈ ڈاک -/700 روپے — پانچ سالہ رجسٹرڈ ڈاک -/3200 روپے

معاون خصوصی رجسٹرڈ ڈاک -/10,000 روپے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سید قطب شہیدؒ کی مشہور تفسیر کا اردو ترجمہ

تفسیر فی ظلال القرآن (6 جلدیں)

مولانا سید معروف شاہ شیرازی کی محنت کا ایسا پھل

جس سے دین حق کے متلاشی فیض پا رہے ہیں

مکمل سیٹ -/6000 روپے

اور اب

فی ظلال الحدیث

[جلد اول
جلد پنجم
جلد ششم]

(شرح صحیح بخاری) فی جلد -/1000 روپے

جدید دور کے مسائل کے مطابق

مولانا سید معروف شاہ شیرازی

فریضہ اقامت دین کو عملی زندگی میں لانے کے لیے
ان دونوں سیٹوں کا مطالعہ ہر تحریکی کارکن کے لیے بے حد ضروری ہے

Legal Study Of Sunnah (3 Vol) ———— Rs. 1500/-
An Introduction To The Study Of Quran ———— Rs. 1000/-
The Shape Of Basic Organs In An Islamic State — Rs. 300/-
Islam & The Poverty Alleviation ———— Rs. 300/-
A Key For The Study Of The Holy Quran ———— Rs. 200/-

ادارہ منشورات اسلامی : بالمقابل منصورہ، ملتان روڈ، لاہور

فون نمبر: 0423 7840 584، موبائل نمبر: 0300 4586 208

© rasailojaraid.com